مقالات ومضامین

غیرت کے نام پر قتل کا شرعی حکم

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

اسلام ایک جامع دین ہے جو زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں مستقل رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام کے بنیادی مقاصد میں ہر مرد وعورت کی عزت وعصمت کی حفاظت داخل ہے اور اس نے معاشرے کو پاکیزہ بنانے اور رکھنے کے لیے ایک مرتب نظام دیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فواحش کے ہر سوراخ کو مکمل طور پر بند کیا گیا ہے، جس کی خشتِ اول عورت کا بلاضرورتِ شرعی گھر سے باہر نہ نکلنا ہے۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

﴿وقرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاهلية الأولى﴾ (سورۂ احزاب، آیت ۳۳) اور عندالضرورت نکلنے کے وقت بھی اظہار زینت سے منع فرمایا اور جسم اور چہرے کو ڈھانپ کر نکلنے کی اجازت دی۔ ارشاد فرمایا: یدنین علیهن من جلابیبهن (سورۂ احزاب، آیت ۵۹) اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ چادر اوڑھنے کا طریقہ بھی حق تعالیٰ جل شانہٗ نے خود بیان فرمایا: ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن (سورۂ نور، آیت ۳۱) جب کہ نماز جیسی اہم عبادت کا طریقہ خود بیان کرنے کی بجائے حضور علیہ السلام کے حوالے فرمایا گیا۔ اس کے علاوہ حیاوشرم کا حکم اس اہمیت سے دیا کہ حیا کو ایمان کا اہم شعبہ قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: الحیاء شعبة من الایمان (ابن ماجہ/ ج ۱، ص ۲۲، رقم ۵۸) حیا ایمان کا بہت بڑا شعبہ ہے۔

اس کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ایک دوسرے عنوان سے یوں ارشاد فرمایا: اذا لم تستحی فافعل ما شئت (بخاری/ ج ۳، ۱۲۴۸، رقم ۳۲۹۶) فواحش کے راستوں کو بند کرنے کے لیے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا: قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم (سورۂ نور، آیت ۳۰) قل للمومنات یغضضن من ابصارهن (سورۂ نور، آیت ۳۱)

ان تمام احکامات سے مقصود بدکاری وزنا جو افحش الفواحش ہے کا سدِ باب ہے کیونکہ زنا ایسا بدترین شیطانی عمل ہے جس کی کسی لمحے کسی شریعت میں کبھی اجازت نہیں دی گئی، جب کہ شراب وغیرہ کی اجازت خود شروع اسلام میں رہی ہے۔ نیز جائز طریق سے متنفع ہونے والا (محصن) اگر اس فعل بد کا مرتکب ہو تو وہ اسلامی معاشرے اور زمین پر رہنے کے لائق نہیں۔ شرعی ثبوت کے بعد اسے سنگسار کر کے زمین کو اس کی نحوست سے پاک کر دینا ہی مناسب ہے، کیونکہ جس معاشرے میں بدکاری عام ہو جائے اس پر اللہ پاک کی طرف سے رحمت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور وہ قوم بھوک اور اقتصادی بدحالی میں مبتلا ہو جاتی ہے، عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: مامن قوم یظهر فیهم الزنا الا اخذوا بالسنة (مشکوٰۃ/ ج ۲، ص ۳۱۲)۔

ان قرآنی ہدایات پر عمل کے نتیجے میں جو معاشرہ تشکیل پائے گا وہ پاکیزہ معاشرہ ہوگا اور اس میں بدکاری کے واقعات نہایت قلیل کالمعدوم ہوں گے۔ چنانچہ دورِ رسالت ﷺ اور دورِ خلفائے راشدینؓ میں ایسے واقعات آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ پھر ان واقعات کے بارے میں بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ اقامت حدود کی عملی تعلیم کے لیے تکوینی حکمتوں کے تحت ہوئے، نیز ان واقعات سے مرتکبین کا کمال ایمان اور آخرت کی زندگی پر غیر متزلزل یقین عیاں ہوتا ہے، اس لیے کہ انھوں نے بغیر کسی پکڑ دھکڑ کے از خود بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ طھرنی یارسول اللّٰہ سنگساری کی سزا جاری ہونے کے بعد ماعز اسلمیؓ کی مقبول توبہ اور طہارت کی گواہی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ سے اُمت کو سنائی کہ ان کی توبہ ایسی عظیم ہے جو پورے حجاز بلکہ پوری اُمت کی بخشش کے لیے کافی ہوسکتی ہے لقد تاب توبة قسمت بین امة لو سعتھم (مشکوٰۃ/ ج۲،ص۳۱۰) غامدیہؓ عورت کے بارے میں فرمایا: فوالذی نفسی بیدہ لقد تابت توبة لو تابھا صاحب مکس لغفرله (مشکوٰۃ/ ج۲،ص۳۱۰) تاہم اس ساری تفصیل اور زنا کے افحش الفواحش ہونے کے باوجود واضح رہے کہ شادی شدہ محصن کو سنگسار کرنا اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے لگانا اصل عدالت اور انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ زانی یا زانیہ کے اقرار پر چار عادل مردوں کی گواہی اور پوری تفتیش کے بعد سزا جاری کرے۔ چنانچہ اسی حکم شرعی کے پیش نظر حضرت بلال بن امیہؓ اور حضرت عویمر عجلانیؓ نے بیوی کو غیر مرد کے ساتھ بدکاری میں مبتلا دیکھ کر خود کارروائی نہیں کی بلکہ اپنا مقدمہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔

مسند احمد میں بروایت ابن عباسؓ منقول ہے۔ ہلال بن امیہؓ عشاء کے وقت اپنی زمین سے واپس ہوئے تو اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھا اور انہیں باتیں کرتے ہوئے سنا، مگر کوئی اقدام نہیں کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا (احمد/ ج۱،ص۲۳۸، رقم ۲۱۳۱)۔ ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ ایسے حالات میں بھی انسان کو اپنے جذبات قابو میں رکھنے چاہئیں اور قانون کو ہاتھ میں لینے کی بجائے قانون شرعی کے تحت معاملہ عدالت یا انتظامیہ تک پہنچانا چاہیے۔

آخر میں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص جذبات سے مغلوب ہو کر کوئی کارروائی کر بیٹھے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ سو اس سلسلے میں چند باتیں غور طلب ہیں: ۱۔ کارروائی کرنا جائز ہے یا نہیں، ۲۔ کارروائی کس حد تک کرسکتا ہے ۳۔ اگر زانی اور مزنیہ دونوں کو یا کسی ایک کو قتل کر دیا تو قاتل کو قصاصاً قتل کیا جائے گا یا اس پر خون بہا ''دیت'' کا وجوب ہوگا یا مقتول زانی کا خون ضائع ہوگا؟

کارروائی کا جواز: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور ارشاد: من رای منکم منکر افلیغیرہ بیدہ (مسلم/ ج۱، ص۶۹، رقم ۴۹) کے تحت کارروائی کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ نیز یہ نہی عن المنکر کے باب سے ہے جس کا ہر مسلمان مکلف ہے۔ ایک مسلمان زنا جیسے جرم کو ہوتا دیکھے اور نہ روکے یہ تقاضائے ایمان کے منافی ہے، اسی وجہ سے کارروائی کا جواز بیوی یا محرم کے ساتھ خاص نہیں اجنبی عورت کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ قال فی التنویر ویکون بالقتل کمن وجد رجلا

مع امرأۃ لاتحل له، ان کان یعلم انه لاینزجر بصیاح وضرب بمادون السلاح والالا (تنویرالابصار)۔ چونکہ یہ کارروائی ازقبیل تعزیر ہے اور تعزیر امام کے ساتھ خاص نہیں۔ ان الحد مختص بالامام والتعزیر یفعله الزوج والمولی وکل من رای احداً یباشر المعصیة (شامیہ) اس لیے ضرورت کے وقت اس کی اجازت دی گئی ہے۔

کارروائی کی حد: اصل مقصد تو نہی عن المنکر ہے اس لیے چیخنے چلانے سے اگر وہ باز آجائے تو اسی پر اکتفا کرے اور اگر مفید ثابت نہ ہو تو پھر لاٹھی وغیرہ سے مار کر ہٹائے، ہتھیار استعمال نہ کرے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی دیدہ دلیری کے ساتھ بدکاری میں مشغول ہو کہ روکنے کے باوجود اس برے فعل سے باز نہ آئے اور مزنیہ کو نہ چھوڑے تو ہتھیار استعمال کر سکتا ہے اور اگر اس حالت میں شدت ضرب کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو جائے تو شرعاً یہ خون ضائع سمجھا جائے گا اور ضارب پر دیت یا خون بہا نہیں آئے گا۔ سئل الهندوانی عن رجل وجد مع رجلا ایحل لهٗ قتله قال ان کان یعلم انه ینزجر عن الزنا بالصیاح والضرب بمادون السلاح لاحل وان علم انه لاینزجر الابالقتل حل له القتل (عالمگیری/ج۲،ص۱۶۷)۔

قصاص ودیت کی تفصیل:

۱۔ اگر قاتل شہادت شرعیہ سے مجرم کے جرم اور شور وشغب سے باز نہ آنے کو ثابت کر دے یا مقتول کے ورثا جرم کا اقرار کرلیں تو اس صورت میں قاتل پر نہ قصاص ہوگا اور نہ ہی دیت کا وجوب ہوگا۔ رجل رای رجلا مع امرأته یزنی بها او یقبلها او یضمها الی نفسه وهی مطاوعة فقتله او قتلهما لاضمان علیه ولا یحرم من میراثها ان اثبت بالبینة او باقرار الخ (شامیہ، جلد۳) اما سقوط الضمان فمنوط باتیان البینة رجلین او رجل وامرأتین علی الواجد، ان مع المرأة علی نفس الزنا او دواعیه وعلی عدم الانزجار (احسن الفتاویٰ، ص۵۳۷، جلد۵)۔

۲۔ اگر قاتل کو یقین تھا کہ ڈانٹنے سے زانی باز آجائے گا لیکن اس کے باوجود اس نے قتل کر دیا تو اب اس کی دو صورتیں ہیں۔

❶ اگر قاتل چار مرد گواہوں سے زنا کو ثابت کر دے اور مقتول شادی شدہ بھی ہو تو اس صورت میں قصاص و دیت واجب نہ ہوگی، کیونکہ یہ مباح الدم تھا۔

❷ عین ارتکاب معصیت کے وقت قتل کیا، کیونکہ زانی شخص چیخنے چلانے سے باز نہیں آیا تو بھی قصاص واجب نہ ہوگا، البتہ مذکورہ دو شرطوں کے نہ ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ تاہم اگر مقتول لوگوں میں زنا کے ساتھ متہم ہو اور وہ بری شہرت رکھتا ہو تو اس صورت میں قصاص کی بجائے قاتل سے دیت وصول کی جائے گی (شرح التنویر، احسن الفتاویٰ، ص۵۳۷، جلد۶)

واضح ہو کہ کارروائی کا بنیادی مقصد چونکہ نہی عن المنکر ہے اس لیے جرم کے ارتکاب کے بعد ازخود کارروائی کی شرعاً اجازت نہیں، بعد میں کارروائی کی صورت میں قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ (بحرالرائق، جلد۵)

☆☆☆